ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لئے استعمال اور اسکا شرعی حکم

مولانا ریاست علی قاسمی

مدرس دارالافتاء جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ یوپی

نوٹ:۔ ادارہ کا مقالہ نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں ہے۔

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱	تصویر کی تعریف	۲	تصویر کشی کی شرعی حکم
۳	کیمرہ کی تصویر کا شرعی حکم	۴	ٹیلی ویژن کی اسکرین پر
۵	ٹیلی ویژن کے ذریعے اسلامی تعلیمات اور اسلامی عقائد ونظریات کی ترویج وتبلیغ کا حکم	۶	ٹیلی ویژن پر صرف جائز اور دینی پروگرام دیکھنے کا حکم
۷	باطل عقائد اور نظریات کی روک تھام اور اس کا سدباب	8	اسلامی ٹی وی چینل کا قیام
۹	ملی جماعتوں کے پروگراموں کو ویڈیوں کے ذریعے قوم وملک تک پہنچانا	۱۰	انٹرنیٹ کا حکم

الحمدللہ رب العالمین والعاقبہ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالمرسلین وخاتم النبین محمدوعلی آلہ واصحابہ اجمعین امابعد۔

آج کل کے متمدن اور ترقی یافتہ دور میں ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا استعمال ہمارے معاشرے میں تیزی کے ساتھ بڑھتا جارہا ہے اور وقت کی ضرورت بنتا جارہا ہے۔ جمعیۃ علماء ھند کے محترم اور ذمہ داران پوری اُمت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پورے ملک کے ارباب افتاء اور اکابرین امت کو اس موضوع پر بحث وتمحیص اور غور وخوض کے لئے دعوت دی اور ھندوستان کے اس اہم شہر بنگلور میں جمع کرنے کا اہتمام فرمایا خدا کرے کہ ہم سب کا یہاں جمع ہونا اُمت مسلمہ کے لئے فلاح وبہبود اور خیر کا ذریعہ بنے اور ایسے اہم اور ضروری فیصلے اس اجتماع کے ذریعہ وجود آئیں جن سے اُمت مسلمہ ہمیشہ فائدہ اٹھائے (آمین)

تصویر کی تعریف:

جمعیۃ علماء کے اولین صدر اور ہندوستان کے مفتی اعظم حضرت اقدس مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ اپنی معرکہ

الآراء کتاب کفایۃ المفتی میں فرماتے ہیں ''التصویر بمعنی المفعول لا المعنی المصدری والصورۃ والمثال والتمثال کلها بمعنیٰ واحد والمراد مایقع به المعرفة وهو الوجه والرأس ففعل الصورۃ هو رسم الوجه والرأس ویتعلق به حکم المنع والتحریم (کفایۃ المفتی ج ۹ ص ۳۳۶)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جاندار چیز کے ایسے اعضاء کا نقش بنانا جس کے ذریعہ اس کی حیثیت معلوم ہو اور اس نقشہ سے اسکا تعارف ہوتا ہو تو وہ تصویر ہے۔ خواہ قلم وسیاہی کے ذریعہ کاغذ پر بنایا جائے یا دوسرے آلات کے ذریعہ پتھر وغیرہ پر بنایا جائے۔

القاموس الوحید میں ہے تصویر کسی بھی جاندار یا غیر جاندار کی تصویر جو قلم وغیرہ کاغذ یا دیوار وغیرہ پر بنائی گئی ہو یا کیمرہ سے لی گئی ہو۔ (ج ا ص ۹۰)

ملا علی قاریؒ المتوفی ۱۰۱۴ھ اپنی شہرہ آفاق کتاب مرقات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں التصاویر جمع التصویر والمراد به هنا ما یتصور شبهابخلق اللّٰه من ذوات الروح مما یکون علی حائط او ستر کما ذکرہٗ ابن ملک. (المرقات علی المشکوۃ ج۸ ص ۳۲۰)

امام ابوجعفر احمد بن سلامہ الازدی المصری الطحاوی الحنفی المتوفی ۳۳۱ھ اپنے بے نظیر کتاب شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہؓ کا اثر ہے الصورۃ الرأس فکل شئی لیس لهٗ راس فلیس بصورۃ (طحاوی شریف ج ۲ ص ۳۶۶)

تصویر کشی کا شرعی حکم:

جمہور فقہاء کرام کے نزدیک جاندار کی تصویر خواہ انسان ہو یا دوسرا کوئی جاندار ہو مطلقاً حرام اور ناجائز ہے خواہ وہ تصویر کپڑے پر بنائی گئی ہو یا دیوار اور درھم اور دینار وغیرہ پر لیکن درخت یا کسی غیر جاندار کی تصویر یا سر کے علاوہ انسان کے نیچے کے حصہ کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے نیز انسان کے علاوہ دوسرے جاندار کی تصویر اسطرح بنانا کہ اس کو دیوار پر لٹکایا جائے یا ملبوس کپڑے یا عمامہ پر بنائی جائے تو بھی شرعاً حرام ہے لیکن تکیہ وغیرہ پر جس کو پیروں سے روندا جاتا ہے حرام نہیں ہے۔ لیکن جو تصویر کسی ضرورت کی بناء پر ہو مثلاً پاسپورٹ یا حج کیلئے یا بیعنامہ و سرکاری کاغذات پر لگانے کیلئے اسکی بدرجہ مجبوری اجازت ہے۔ صاحب مرقات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔

قال اصحابنا وغیرهم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم وهو من الکبائر لانه متوعد علیه بهذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث سواء صنعه فی ثوب أو بساط أو دینار أو غیر ذالک واما تصویر صورۃ الشجر والرجل والجبل وغیر ذالک هذا حکم نفس التصویر واما اتخاذ المصور بحیوان فان کان معلقا علی حائط سواء کان لهٗ ظل ام لا أو ثوبا ملبوسا أو عمامۃ أو نحو ذالک فهو حرام واما الوسادۃ ونحوهما مما یمتهن فلیس بحرام. (مرقات ج ۸ ص ۳۲۶)

کیمرہ کی تصویر کا شرعی حکم:

جس دور کے اندر فقہاء کرام کے درمیان تصویر کے بارے میں بحثیں چلی تھیں اس دور میں کیمرہ کا وجود نہیں تھا بلکہ ہاتھ سے

تصویر بنائی جاتی تھی۔ کیمرہ کی تصویر کے بارے میں اکثر فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ آلے کے بدلنے سے حکم نہیں بدلتا۔ ایک شئی اولاً ہاتھ سے بنائی جاتی تھی اب مشین سے بننے لگی ہے تو محض آلہ کی تبدیلی سے کسی چیز کی حلت اور حرمت پر کوئی فرق نہیں پڑتا اگر تصاویر ناجائز ہیں تو پھر چاہے ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا کیمرہ کے ذریعے بنائی گئی ہوں دونوں ناجائز ہوگی حقیقت یہ ہے کہ کیمرے کے ذریعے فوٹوگرافی تصویر سازی کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ اور تصویر کشی کے گناہ کو اس نے آسان اور سستا کر کے ایک وبائی مرض بنادیا ہے۔

مصر کے بعض علماء اور ارباب افتاء نے کیمرہ کے ذریعہ لی جانے والی تصویر کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور دلیل یہ پیش کی کہ حدیث میں ممانعت تصویر کی جو علت بیان فرمائی ہے وہ مشابہت بخلق اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے مشابہت اُسی وقت ہوسکتی ہے جب کوئی شخص اپنے تصور اور تخیل ادر اپنے ذہن سے اپنے ہاتھ کے ذریعہ کوئی صورت بنائے اور کیمرہ کی تصویر میں اپنے تخیل کو کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ کیمرے کی تصویر نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق جو پہلے سے موجود ہے اس کا عکس لے کر اس کو محفوظ کرلیا جاتا ہے لہذا مشابہت بخلق اللہ نہیں پائی گئی بلکہ یہ حبس الظل ہے جو ناجائز نہیں ہے۔ بلاد عرب کے بعض علماء بھی اس موقف کی تائید میں ہیں۔ لیکن علماء کرام کی اکثریت خاص طور سے ہندو پاک کے علماء کرام نے اُن کے استدلال کو ناقابل قبول قرار دیا ہے اور فرمایا کہ مشابہت بخلق اللہ ہر صورت میں محقق ہے خواہ ایسی چیز کی تصویر بنائی جائے جو پہلے سے موجود ہو یا ایسی چیز کی تصویر بنائی جائے جو پہلے سے موجود نہ ہو اور اپنے تخیل سے وہ صورت بنا رہا ہو۔ (مستفاد از درس ترمذی ج ۵ ص ۳۴۹)

بعض حضرات نے فوٹو اور تصویر کشی کے جواز کیلئے یہ حیلہ اختیار کیا کہ فوٹو کی تصویر در حقیقت تصویر نہیں یہ تو ایک سایہ اور ظل ہے جیسے آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں میں انسان کا چہرا اور پورہ بدن بے کم وکاست سامنے آجاتا ہے اس طرح فوٹو کے آئینہ پر انسان کی تصویر سامنے آجاتی ہے گویا جس طرح آئینہ اور پانی میں اپنی یا کسی دوسرے کی تصویر دیکھنا کسی کے نزدیک تصویر سازی یا استعمال تصویر کے گناہ میں شامل نہیں ہے اسطرح فوٹو سے حاصل شدہ تصاویر بھی ایک سایہ اور ظل ہے اُن کے حاصل کرنے اور استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اس کا واضح اور بے غبار جواب یہ ہے کہ آئینہ و پانی وغیرہ پر آتے ہوئے عکس اور فوٹو سے حاصل کی ہوئی تصویر میں زمین اور آسمان کا فرق ہے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق اور محض فریب اور دھوکہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ظل اور سایہ پائیدار نہیں ہوتا بلکہ صاحب ظل کے تابع ہوتا ہے جب تک وہ آئینہ کے مقابل کھڑا ہوتا ہے تو یہ بھی کھڑا ہوتا ہے جب وہ یہاں سے علیحدہ ہوا تو یہ ظل بھی غائب اور فنا ہوجاتا ہے فوٹو کے آئینہ پر جو کسی انسان کا عکس آیا اُسی وقت تک کہا جاسکتا ہے جب تک اُس کو رنگ وروغن کے ذریعہ قائم اور پائیدار نہ بنادیا جائے جس وقت اُس عکس کو قائم اور پائیدار بنادیا اُسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی۔ تصویر سازی کے لئے چاہے رنگ وروغن قلم سے لگایا جائے یا کسی مشین کے ذریعہ اس سے مسئلہ کی نوعیت نہیں بدلا کرتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ فوٹوگرافی کو تصویر سازی سے علیحدہ کوئی چیز سمجھنا اور بذریعہ فوٹو حاصل شدہ تصاویر کو تصاویر نہ سمجھنا ایک بدیہی غلطی اور خالص نفس کا فریب ہے۔ جس میں بہت سے متدین اور اہل علم حضرات بھی مبتلا ہوگئے ہے۔ اس سلسلے میں چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

(۱) جمعیۃ علماء ہند کے اولین صدر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ سابق مفتی اعظم ہند ایک سوال کے جواب میں رقم طراز ہیں۔ ''تصویر کھینچنا اور کھینچوانا ناجائز ہے خواہ دستی ہو یا عکسی دونوں تصویریں ہیں اور تصویر کا حکم رکھتی ہے تصویر سے مراد جاندار کی تصویر ہے خواہ انسان ہو یا حیوان۔ مکانات کے نقشے، درختوں کے تصویریں ناجائز نہیں ہے۔ (کفایۃ المفتی ج۹ص ۲۴۴ کتاب الحظر والاباحۃ)

ایک دوسرے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں ''فوٹو گراف کے ذریعہ سے جانداروں کی تصویریں بنانا، بنوانا، اس کا پیشہ کرنا ناجائز ہے کیونکہ فوٹو گراف کی تصویر بھی تصویر ہی ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کا کامل تصویر ہے اس لئے تصویر کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔'' (کفایۃ المفتی ج۹ص ۲۴۵)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نور اللہ مرقدہٗ ایک استفتاء کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں سائل کہتا ہے کہ ایک عالم کا خیال ہے کہ تصویر دستی کا بنوانا اور مکان میں رکھنا حرام ہے لیکن فوٹو کا رکھنا اور بنوانا حرام نہیں ہے کیونکہ فوٹو آئینہ کا عکس ہے اور آئینہ عام لوگ دیکھتے ہیں حضرت مولاناؒ نے جواب تحریر فرمایا کہ اس عالم کا قول بالکل غلط ہے اور یہ قیاس مع الفارق ہے آئینہ کے اندر کوئی انتقاش باقی نہیں رہتا زوال محاذات کے بعد وہ عکس بھی زائل ہو جاتا ہے بخلاف فوٹو کے۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے اور پھر صنعت کے واسطہ سے ہے اس لئے بالکل مثل دستی تصویر کے ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج۴ص ۲۵۳، ۲۵۴)

مذکورہ تصریحات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جاندار کی تصویر جس طریقے سے بھی پائیدار کرلی جائے وہ تصویر ہے، خواہ کیمرہ کے ذریعے ہو یا طباعت کی مشینری سے، خواہ مصور عمل تخلیق کرے یا نہ کرے، ظاہری سطح اور نشیب و فراز کو اپنے ہاتھ سے بنائے یا نہ بنائے جس آلہ کے ذریعہ بھی کسی ذی روح کا نقشہ اس طرح کھینچا جائے کہ اس سے اس ذی روح کا شکل و صورت واضح ہو جائے وہ تصویر ہے، اور حرمت و ممانعت کے دائرہ میں داخل ہے۔

ٹیلی ویژن کی اسکرین پر آنے والی تصاویر کا حکم:

ٹیلی ویژن پر پیش کئے جانے والے پروگراموں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) پہلی قسم یہ ہے کہ ٹیلی ویژن پر ایسی چیز دکھائی جائے جو پہلے سے تصویر کی شکل میں موجود ہے اس کو بڑا کر کے ٹی وی کی اسکرین پر دکھایا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے تصویر ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں ہے اس لئے اس کو دیکھنا حرام اور اسکا بھی وہی حکم ہوگا جو تصویر کا حکم ہے۔

(۲) دوسری قسم وہ ہے جس میں فلم کا واسطہ درمیان میں نہیں ہوتا بلکہ براہ راست وہ چیز ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہے مثلاً ایک شخص ٹی وی اسٹیشن پر بیٹھا ہوا تقریر کر رہا ہے یا کسی اور جگہ تقریر کر رہا ہے اور ٹی وی کیمرہ کے ذریعہ براہ راست اس کی تقریر اور اس کی تصویر ٹی وی اسکرین پر دکھائی جا رہی ہے درمیان میں فلم اور ریکارڈنگ کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس براہ راست دکھائی جانے والی تصویر کو علماء اور ارباب افتاء کی ایک جماعت تصویر قرار دیکر اس کے استعمال کو حرام قرار دیتی ہے جبکہ اہل علم اور ارباب افتاء کی دوسری جماعت کو اس کے تصویر قرار دینے میں تامل ہے، وجہ اسکی یہ ہے کہ تصویر وہ ہوتی ہے جس کو کسی چیز پر علی صفت الدوام ثابت اور مستقر کر دیا جائے لہذا اگر وہ تصویر دوام

کے طریقے سے کسی چیز پر ثابت اور مستقر نہیں ہے تو پھر وہ تصویر نہیں ہے بلکہ عکس ہے، لہذا براہ راست دکھائی جانے والی تصویر عکس ہے تصویر نہیں ہے مثلاً کوئی شخص دو میل دوری پر ہے اور اس کے ساتھ ایک شیشہ ہے اس شیشہ کے ذریعہ وہ یہاں کا منظر دیکھ رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ شخص دو میل دور بیٹھ کر شیشے میں یہاں کا عکس دیکھ رہا ہے وہ تصویر نہیں دیکھ رہا ہے اس لئے کہ یہ عکس کی جگہ دائمی طریقہ سے ثابت اور مستقر نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح براہ راست ٹیلی کاسٹ کرنے کی صورت میں برقی ذرات کے ذریعہ انسان کی صورت کے ذرات منتقل کئے جاتے ہیں پھر ان کو اسکرین کے ذریعہ دیکھا دیا جاتا ہے لہذا یہ صورت تصویر کے مقابلہ میں عکس کے زیادہ قریب ہے۔

(۳) تیسری قسم وہ ہے جو ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ دکھائی جاتی ہے یعنی ایک تقریر اور اسکی تصاویر کو لیکر ویڈیو کیسٹ میں محفوظ کرلیا پھر ان ذرات کو اُسی ترتیب سے چھوڑا جاتا ہے تو پھر وہی منظر اور تصاویر نظر آنے لگی۔ اہل علم کی ایک جماعت اس کو بھی تصویر نہیں قرار دیتی ہے اس لئے کہ جو چیز ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہوتی ہے وہ صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ برقی ذرات ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اگر ویڈیو کی ریل کو خوردبین لگا کر بھی دیکھا جائے تو اُس میں تصویر نہیں آئے گی۔ محقق عصر حضرت مولانا مفتی تقی عثمانیؒ صاحب دامت برکاتہ مفتی اعظم پاکستان نے اپنی کتاب درس ترمذی کے اندر دوسری اور تیسری قسم کے بارے میں یہ رجحان ظاہر کیا ہے کہ یہ تصویر کے حکم میں نہیں لہذا اگر کوئی ایسا صحیح پروگرام پیش کیا جارہا ہو جو فی نفسہ جائز ہو اور مذکورہ دونوں ذرائع سے کسی ایک ذریعہ سے پیش کیا جارہا ہو تو اسکا دیکھنا جائز ہوگا لیکن مزید فرماتے ہیں کہ یہ باتیں اہل علم کے درمیان کہنے اور سمجھنے کی ہیں لیکن ان باتوں کی زیادہ تشہیر کرنے سے ٹی وی کے استعمال کی ہمت افزائی لازم آئیگی اسلئے یہ باتیں عوام میں بیان کرنے کی نہیں ہیں عوام کے سامنے تو ٹی وی کا ناجائز ہونا ہی جتلانا چاہیئے۔ (مستفاد از درس ترمذی ج ۵ ص ۳۵۱،۲۵۳)

اہل علم اور ارباب افتاء کی دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ دوسری اور تیسری قسم بھی تصویر کے دائرہ میں داخل ہے اس لئے کہ یہ آلہ اتنا عجیب ہے کہ اس پروگرام کو فوری طور سے اخذ کر کے اپنے منسلکہ سارے ٹی وی اسکرینوں پر پیش کررہے یعنی اولاً آلہ پروگراموں کے مناظر کو برقی ذرات اور شعاعوں کے ذریعہ آن واحد میں محفوظ کرلیتا ہے اور آناً فاناً اُس کے ذریعہ سارے اسکرین تک پہنچادیتا ہے جس طرح کمپیوٹر ایک سیکنڈ کے اندر ایک ہزار بلکہ اُس سے بھی زائد حصہ کر کے ہر حصہ میں اپنے سے متعلق تمام رابطوں کے اندر ہونے والے تغیرات کی اطلاع رکھتا ہے اور خبریں پہنچاتا ہے لہذا دوسری قسم کے اندر براہ راست ٹیلی کاسٹ کرنے کی صورت میں یہ بات کیسے بعید سمجھی جاتی ہے کہ وہ ٹیلی کاسٹ کرنے والا صرف براہ راست نشر کررہا ہے اور نشر کرنے سے قبل اس کی فوٹو اور فلم نہیں بنارہا ہے اور اس کا واضح قرینہ یہ ہے کہ نیوز اور خبریں ٹیلی کاسٹ کرنے کے اندر ایک ہی مرد یا عورت دن میں کئی مرتبہ خبریں سناتے ہیں۔ مثلاً بارہ بجے تک جو خبریں ہوگئیں وہ سناتے ہیں پھر شام چھ بجے تک جو خبریں ہوں اُن سب کو شام میں سناتے ہیں پھر رات کے بارہ بجے مثلاً صبح سے لیکر اب تک جمع ہونے والی تمام خبروں کو سناتا ہے تو اگر فرض کرلیا جائے کہ اول درجہ میں جو خبریں سنائی گئی وہ براہ راست نشر کی جارہی تھیں اور درمیان میں فلم تیار نہیں ہورہی تھی تو سوال یہ ہے کہ دوبارہ جو خبریں سنائی گئی وہ کہاں سے سنائی گئیں۔ ظاہر ہے کہ

دوبارہ اُسی وقت سنائی جاسکتی ہیں جب اُس کو پہلی مرتبہ براہ راست نشر کرنے سے قبل محفوظ کرلیا گیا ہو پھر اُسی وقت نشر کیا گیا ہو پھر دوسری مرتبہ چند خبروں کا اضافہ کرکے دوبارہ نشر کیا جاوے اس قرینہ سے ثابت ہوا کہ براہ راست نشر ہونے والا پروگرام بھی عکس نہیں ہوتا کیونکہ اس امر پر اسکا نقش ثابت اور قائم ہوجاتا ہے اور پھر اُسی آن واحد میں نشر کردیا جاتا ہے اگر وہ پہلے سے منقش و مستقر نہ ہوتا صرف نشر ہوتا تو دوبارہ ضرورت کے موقع پر اس کو لوٹا کر دکھلانا ناممکن اور محال ہوتا۔ حالانکہ دوبارہ دکھلایا جاتا ہے تو ثابت ہوا کہ نشر ہونے سے قبل اولاً محفوظ ہوجاتا ہے اور پھر اُسی محفوظ شدہ نقشوں کا نشر کردیا جاتا ہے تو تصویر کا نشر ہوا نہ کہ عکس کا۔

اسی طرح تیسری قسم کے اندر کہ مناظر کو اولاً ویڈیو کیسٹ میں محفوظ کرلیا جاتا ہے پھر حسب منشاء اسکو دکھایا جاتا ہے۔ اس کے تصویر ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں اور اس کو عکس سمجھنا بداھتہ غلط ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ عکس صاحب ظل کے تابع ہوتا ہے، آئینہ یا پانی میں وہی عکس آتا ہے جو اس وقت صاحب ظل کر رہا ہے اس کی حرکت کے ختم ہونے کیساتھ تو عکس بھی ختم ہوجاتا ہے اگر صاحب ظل اُس آئینہ کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے تو عکس بھی ختم ہوجاتا ہے اور پائیداری نہیں رہتی حالانکہ ویڈیو کیسٹ میں یہ صورت نہیں ہے بلکہ انسان کے حرکات اور افعال کو کیسٹ کے فیتے پر محفوظ کرلیا جاتا ہے پھر صاحب ظل کی موجودگی یا عدم موجودگی بلکہ انتقال کے بعد بھی اُنہی حرکات محفوظہ کو نشر کیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ سابقہ حرکات محفوظ کرلی گئی ہیں اور وہ پائیدار ہیں صاحب ظل کے تابع نہیں ہیں لہذا یہ بھی تصویر میں داخل ہے اور ممنوع ہے۔ اب رہی بات یہ کہ ویڈیو کیسٹ کی ریل کو خوردبین لگا کر بھی دیکھا جائے تو اس میں تصویر نظر نہیں آتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ عدم رویت عدم وجود کو مستلزم نہیں ہے جبکہ ٹیپ ریکارڈ سے آوازوں کو محفوظ کرلیا جاتا ہے حالانکہ وہ نظر نہیں آتی ہیں اسی تصویر کے ذرات بھی نظر نہیں آتے ہیں لہذا یہ بھی تصویر ہے عکس اور ظل نہیں ہے اور ان تصاویر کی حرمت بھی قطعی اور یقینی ہے اور اُن کا دیکھنا ناجائز اور حرام ہوگا۔

ٹیلی ویژن کے ذریعہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی عقائد و نظریات کی ترویج و تبلیغ کا حکم:

موجودہ حالات میں ٹیلی ویژن کا استعمال منکرات در منکرات کا مجموعہ ہے اور اس دور میں کسی ایسے ٹیلی ویژن کا تصور جس میں ناجائز اور فحش پروگرام نہ ہوں ناممکن اور دشوار ہے۔ (مستفاد درس ترمذی ج۵ ص ۲۵۲) اور اس ضمنی طور پر دینی پروگرام مثلاً حج کے مناظر، آذان، تلاوت، نعتیہ پروگرام اور کسی عالم دین کی تقریر پیش کرنا یہ کوئی دینی خدمت نہیں ہے بلکہ دینی احکام کے ساتھ بھونڈا مذاق ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج۸ ص ۲۹۹) اس میں دینی بے وقعتی کیساتھ ایک بڑا مفسدہ یہ ہے کہ عوام ایسی بے حیائی کو جائز مباح بلکہ اشاعت دین کا ایک ذریعہ باور کرنے لگے ہیں البتہ اگر کسی وقت ایک ملک یا چند ممالک میں اسلامی حکومت قائم ہو اور ٹی وی کی بھاگ دوڑ اپنے ہاتھوں میں لیکر اُسے موجودہ منکرات سے پاک کردے۔ ٹی وی میں عورتوں کا گذر نہ ہو، کسی جاندار کی تصویر بھی پیش نہ کی جاتے اس کا پورا عملہ صالح مردوں پر مشتمل ہو جو اُسے عوامی خواہشات کے تابع رکھنے کے بجائے مفید مقاصد میں استعمال کرے۔ استعمال کی مخصوص حدود و شرائط وقت کے محقق اور مفتی سے طے کرالے تو ان حالات میں ٹی وی واقعی آلہ خیر بن جائیگا اور علماء وارباب افتاء کو اس پر

کوئی اعتراض نہ رہیگا مگر موجودہ حالات میں یہ قطعاً آلہ شر ہے اور اس کے قلب ماہیت کے دور دور تک آثار نہیں آتے۔ موجودہ حالات میں ٹی وی کی تشہیر کے مشورے اور بصورت تشہیر جواز استعمال کے فتاویٰ سب محض خواب اور خام خیالی یا محض زبان وقلم کی تفریح کا سامان ہیں اور صاف ستھری ٹی وی کا وجود جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگا۔ (مستفاد احسن از الفتاویٰ ج ۸ ص ۳۰۴)

ٹیلی ویژن پر صرف جائز اور دینی پروگرام دیکھنے کا حکم:

ٹیلی ویژن پر صرف جائز اور دینی پروگرام دیکھنے کی اگر اجازت دیدی جائے تو یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ فقہاء کرام سدا للباب بہت سی چیزوں سے منع کرتے ہیں کیونکہ جائز پروگراموں میں بھی کاٹ کاٹ کر فحش مناظر اور نیم برہنہ عورتوں کی تصاویر دکھلائی جاتی ہیں تو یہ جائز پروگراموں کی آڑ میں ناجائز اور فحش مناظر بھی نظر آتے ہیں اور یہ چیز مفضی الی الحرام ہوتی ہے اور اس طرح ٹی وی کی قباحت اور حرمت دل سے نکل جاتی ہے۔

باطل عقائد اور نظریات کی روک تھام اور اسکا سد باب:

باطل عقائد ونظریات کی تردید اور اس کی روک تھام کا شریعت اسلامیہ نے ہر مسلمان اور خاص طور سے اہل علم کو حسب استطاعت حکم دیا ہے مگر جائز کام کو جائز طریقے سے کرنے کا مکلّف بنایا ہے۔ ناجائز طریقے سے کرنے کا حکم نہیں دیا ہے اور الحمد للہ تمام علماء کرام اس فریضہ کو اپنی بساط کے مطابق انجام دینے میں لگے ہوئے ہیں۔

اسلامی ٹی وی چینل کا قیام:

اگر کوئی اسلامی حکومت یا اسلامی جماعت ٹیلی ویژن نظام کو اپنے قابو میں لیکر فواحش ومنکرات سے اس کو پاک اور صاف کردے کہ عورتوں کا اس میں گزر نہ ہو۔ جاندار کی تصاویر سے بالکل صاف ہو۔ اس چینل کے چلتے ہوئے دوسری فحش مناظر وقفہ وقفہ سے اس میں نظر نہ آئیں اور ہر چیز اپنے دائرہ اختیار میں ہو، صالح اور متدین لوگوں کے ہاتھ میں اس کی بھاگ دوڑ ہو تو ایسی صورت میں اسلامی ٹی وی چینل کے قیام کی اجازت ہوگی مگر بظاہر یہ ناممکن ہے۔

ملی جماعتوں کے پروگراموں کو ویڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ قوم وملک تک پہنچانا:

اگر ملی جماعتوں اور اسلامی تنظیمیں اپنے پروگراموں اور اجلاس کے پیغام کو اس مقصد سے قوم تک پہنچاتی ہیں کہ اس سے تشہیر ہوگی اور حصول منفعت کا ذریعہ ثابت ہوگی اور دوسرے مواقع پر چندہ زیادہ حاصل ہوگا تو اس مقصد سے ٹی وی کے ذریعہ اجلاس کے پروگرام کو نشر کرنا درست نہیں بلکہ حرام ہے۔ اور غیر اسلامی حکومت میں قوم مسلم پر ظلم واستبداد ہو رہا ہو اور اس کے خلاف احتجاج میں کوئی مسلم جماعت پروگرام کرے اور وقت کے ارباب اقتدار اور اسلام دشمن طاقتوں کو اپنی طاقت باور کرانے کے لئے اپنا پروگرام ٹی وی نشر کرے تو اس کی گنجائش ہونی چاہیئے اور موجودہ محققین کو اس پر غور وفکر کرنا چاہیئے۔

انٹرنیٹ کا حکم:

جوآلات جدیدہ ناجائز اور غیر مشروع کاموں کیلئے ہی وضع کئے جائیں جیسے آلات قدیمہ میں ستار، ڈھولکی وغیرہ اور آلات جدیدہ میں ٹیلی ویژن، وی سی آر وغیرہ ان کی ایجاد، صنعت، خرید وفروخت اور استعمال سب ناجائز ہے اور جوآلات جدیدہ جائز اور ناجائز دونوں کاموں میں استعمال ہوتے ہیں جیسی جنگی آسلحہ کہ اسلام کی تائید وحمایت اور مخالفت دونوں میں استعمال ہوسکتا ہے یا ٹیلی فون، فیکس، موٹر، ہوائی جہاز ہر قسم کے جائز اور ناجائز امور، طاعت ومعصیت میں استعمال ہوسکتے ہیں انکی ایجاد وصنعت، تجارت اور استعمال جائز کاموں کی نیت سے جائز ہے اور ناجائز کاموں کی نیت سے ناجائز اور حرام ہے۔ یہی حکم انٹرنیٹ کا بھی ہے کہ اس کو اسلام کے تعارف، نشر واشاعت، صحیح عقائد ونظریات کی ترویج، باطل عقائد ونظریات کی تردید اور فقہ وفتاویٰ کی سہولت کے لئے استعمال کرنا درست ہے۔ اسی طرح علماء حق کے بیانات، قرآن کریم کی تلاوت اور تفسیر بلا تصویر کے شائع کرنا بھی انٹرنیٹ پر درست ہے۔ مگر باتصویر پروگرام شائع کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم وعلمہٗ اتم واعلی

بسلسلہ جدید فقہی تحقیقات

جامعہ المرکز الاسلامی کی ایک اور عظیم تاریخی، تحقیقی اور علمی پیشکش

(امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت)

باہتمام ونگرانی: مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی (ایم این اے)

جس میں امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت، ثبوت روایت، صحابہ کرامؓ سے سماع، علم حدیث میں مقام ومرتبہ، اکابر ائمہ کے السنہ سے امام اعظمؒ کے حق میں مدحیہ اقوال اور محسنہ کلمات، امام ابوحنیفہؒ پر طعن واعتراضات کا تحقیقی جائزہ اور علمی محاسبہ، امام ابوحنیفہؒ بحیثیت ایک عظیم مصنف، مسانید تصنفات وتالیفات، کتاب الآثار اور اس کے نسخے، ''تعلیقات وتشریعات'' فقہ حنفی کی ترجیحات اور امتیازی خصوصیات اور موضوع سے متعلق دیگر اہم مضامین شامل ہیں۔ اہل ذوق کو اطلاعاً عرض ہے کہ کتاب محدود تعداد میں چھپے گی، پہلے سے اپنی کاپی محفوظ کر لیجئے۔

برائے رابطہ: دفتر جامعہ المرکز الاسلامی بنوں صوبہ سرحد

فون نمبر: 0928-331353 فیکس: 331355

ای میل: almarkazulislami@maktoob.com